التحقیق
فی مسئلہ
متعہ بنت الصدیق
صحیح اور ضعیف حدیث کی پہچان؟
حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر
متعہ کے الزام کا ردِ بلیغ

ناشر:

حضرت علامہ مولانا محمد ابوبکر چشتی صاحب

المقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ، والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ، وعلی آلہ و أصحابہ أجمعین، أما بعد

الحمدُ للهِ الَّذي شرَّفَ أصحابَ نبيِّه المصطفى صلى الله عليه وسلم بالصحبةِ والقرابةِ، وجعلَهم مناراتِ هدايةٍ للأمَّةِ، ورفعَ ذِكرَهم في كتابِه المبين، فقال جلَّ شأنُه:

﴿وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُم بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾[التوبة:100]۔

انہی جلیل القدر نفوسِ قدسیہ میں وہ عظیم المرتبت ہستی بھی ہیں جنہیں تاریخِ اسلام میں ''ذاتُ النِّطاقَیْن'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے، اور وہ ہیں حضرت اسماء بنت أبي بكر رضي اللہ تعالی عنہا، جو صدیقِ اکبر حضرت أبو بكر رضي اللہ تعالی عنہ کی جگر گوشہ اور عشرہ مبشرہ میں شامل جلیل القدر صحابی حضرت الزبیر بن العوّام رضي اللہ تعالی عنہ کی زوجہ مطہرہ ہیں۔ یہ نسبتیں ہی آپ رضي اللہ تعالی عنہا کی رفعت و عظمت پر روشن دلیل ہیں۔

حضرت اسماءبنت أبي بکر رضي اللہ تعالی عنھا

رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم کے غارِ ثور میں قیام کے وقت آپ رضي اللہ تعالی عنھا ہی وہ سعادت مند خاتون تھیں جو کھانے پینے کا سامان اور سفرِ ہجرت کے لوازمات پہنچاتی رہیں۔اسی موقع پر آپ رضي اللہ تعالی عنھا نے اپنی کمر کے کپڑے کے دو ٹکڑے کیے: ایک میں توشہ باندھا اور دوسرے میں مشکیزہ۔اس پر رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضي اللہ تعالی عنھا کو "ذاتُ النطاقین" کا عظیم لقب عطا فرمایا۔چنانچہ حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضي اللہ تعالی عنھما اپنی والدہ ماجدہ حضرت اسماءبنت أبي بکر رضي اللہ تعالی عنھا سے روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ: صَنَعْتُ » سُفْرَةَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ أَبِي، فَلَمْ أَجِدْ لِسُفْرَتِهَا وَلَا لِسِقَائِهَا مَا أَرْبِطُهُ بِهِ، فَقُلْتُ لِأَبِي: مَا أَجِدُ إِلَّا نِطَاقِي، قَالَ: فَشُقِّيهِ بِاثْنَيْنِ، فَارْبِطِي بِوَاحِدٍ السِّقَاءَ، وَبِالْآخَرِ السُّفْرَةَ، فَفَعَلْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَدْ أَبْدَلَكِ اللهُ بِهِمَا نِطَاقَيْنِ فِي الْجَنَّةِ«

(رواہ البخاري، کتاب مناقب الأنصار، حدیث: 3905)۔

یہ وہ بشارت ہے جو اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ دنیا میں حضرت اسماء رضي اللہ تعالی عنھا نے دین کی نصرت و خدمت میں بے مثال کردار ادا کیا اور آخرت میں جنت کے دو پٹکے بطور انعام پائیں گی۔

حضرت الزبیر بن العوّام رضي اللہ تعالی عنہ کی شان میں بھی رسولُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: «إِنَّ لکلِ نَبِیّ حَوَارِيًّا، وَإِنَّ حَوَارِيِّ الزُّبَيْرُ» (رواہ البخاري، کتاب فضائل الصحابۃ، حدیث: 3720)

۔یعنی ہر نبی کا ایک خاص مددگار ہوتا ہے اور میرا حواری الزبیر رضي اللہ تعالی عنہ ہے۔

پس وہ خاتون جس کا والد صدیق اکبر رضي اللہ تعالی عنہ ہو، شوہر حواریِ رسول رضي اللہ تعالی عنہ ہو، اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ''ذات النطاقین'' کا لقب پایا ہو، اس کی رفعت و بزرگی کا کیا کہنا! حضرت اسماء بنت أبي بکر رضي اللہ تعالی عنھا کی حیاتِ طیبہ صبر واستقامت، زہد و قناعت اور ایمان وایثار کی لازوال مثال ہے۔

حضرت اسماء بنت أبي بكر رضي الله تعالى عنها پر نکاح متعہ کا الزام

تعجب ہے اُن خبیث الطبع اور کینہ پرور اور وہ بد نصیبوں پر جن کی عادت ہی تہمت تراشنا اور جھوٹ گھڑنا ہے اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ بہر حال رسالہ میں ان لوگوں کا رد مقصود ہے جو کہتے ہیں حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضي الله تعالی عنہ متعہ سے پیدا ہوئے، اور معاذ اللہ۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ!

کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ حضرت اسماء رضي الله تعالی عنها کا نکاح حضرت الزبیر بن العوّام رضي الله تعالی عنہ سے مکہ مکرمہ میں ہو چکا تھا؟ اور پھر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں سب سے پہلے حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضي الله تعالی عنہ کی ولادت ہوئی؟ کتبِ حدیث و تاریخ اس پر شاہد ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

«أَوَّلُ مَوْلُودٍ وُلِدَ فِي الْمُهَاجِرِينَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الزُّبَيْرِ»

(رواہ البخاري، کتاب مناقب الأنصار، باب قدوم المهاجرين المدينة، حدیث: 3909)۔

یعنی مہاجرین میں سب سے پہلے جو بچہ مدینہ میں پیدا ہوا وہ عبد اللہ بن الزبیر رضي الله تعالی عنہ تھے۔

در حقیقت یہ تمہارا پرانا وطیرہ ہے کہ خاندانِ صدیق اکبر رضي الله تعالی عنہ کے خلاف بغض و عداوت رکھتے ہو، اور اہلِ اسلام کو اپنے گروہ میں داخل کرنے کے لئے ایسے الزامات تراشتے رہو۔ کیا تمہیں اپنی قبر کی فکر نہیں؟، بعض لوگ دوسروں کی عزتوں پر کیچڑ اچھالنے سے باز نہیں آتے۔ یہ بات یاد رکھو! اللہ تعالی نے اپنے محبوب کے صحابہ کرام رضي الله تعالی عنهم کی پاکیزگی اور براءت کا اعلان فرما دیا ہے۔ اگر کوئی ان پر جھوٹے الزامات لگائے تو جھوٹے الزامات انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، یہ کرنے والے اپنی رسوائی اور تباہی کا سامان ضرور ہیں۔

قرآنِ کریم نے جھوٹ گھڑنے والوں کے متعلق فرمایا: ﴿قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ﴾[الذاریات:10]، یعنی ہلاک ہوں یہ جھوٹ گھڑنے والے! پس جو شخص حضرت اسماء بنت أبي بکر رضي اللہ تعالی عنھا جیسی جلیل القدر صحابیہ اور حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضي اللہ تعالی عنہ جیسے اولین مولودِ مدینہ پر تہمت لگائے وہ اسی وعید کا مصداق ہے۔

اے رافضیو! تمہارا یہ گھناؤنا الزام کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ذات النطاقین) نے حضرت زبیر سے متعہ کیا اور حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما متعہ سے پیدا ہوئے ــــ یہ الزام نہیں بلکہ تمہارے جھوٹ اور ہر جھوٹ کا جواب دینا ہو گا۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ ہستی ہیں جنہیں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "ذات النطاقین" کہا، جنہوں نے ہجرت کی شب اپنے کپڑے پھاڑ کر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا توشہ باندھا۔ تمہاری کیا مجال کہ اس چمکتے ستارے پر کیچڑ اچھالو! ہر الزام لگانے والے کی زبانیں کل قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کے دہکتے انگارے بن جائیں گی۔

اے رافضیو اگر تمہیں واقعے ہی اہلِ بیتِ اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کوئی محبت ہے تو اس کو اپنے قول و فعل سے واضح کرو۔

پس سن لو! جو جھوٹ گھڑے اور بیان کرے گا اس کی زبانیں ٹوٹیں گی، اس کے یہ پراپیگنڈے مٹیں گے، محفلیں اجڑیں گی، اور باقی رہے گا صرف اہلِ حق کا غلبہ اور صحابہ کرام جن سے اللہ بھی راضی ہوا ان کی عزت کا پرچم۔ اور ان کے خلاف بولنے والے کو جواب دینا ہو گا۔

منقبت حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

صدیق کی بیٹی ہے، عفت کا وہ جمال ہے

باطل پہ قیامت ہے، اسماء نکاح والی ہے

غارِ ثور کی امانت، ہجرت کی وہ مثال ہے

سرکار کی محبوبہ، اسماء نکاح والی ہے

زبیر کی ہمدم ہے، عصمت کی وہ شاہکار ہے

حواری کی ہمراہی، اسماء نکاح والی ہے

مدینہ میں جو پہلا نور، عبدُاللہ جلوہ گر ہے

بخاری کی صداقت نے، اسماء نکاح والی ہے

متعہ کی یہ تہمت ہے، گھٹیا اور بے بنیاد ہے

نکاح کی روشن دلیل، اسماء نکاح والی ہے

افتر کے جو طوفاں ہیں، رہزنِ راہِ ہدایت ہیں

حق کی وہ پہچان ہے، اسماء نکاح والی ہے

دلِ منیر کہتا ہے صدا، سچّی اِمان کی جلال ہے

منیر کہتا ہے یہی، اسماء نکاح والی ہے

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح ایک مستند اور تاریخی حقیقت ہے، جو متعدد معتبر اسلامی مراجع میں بیان ہوئی ہے۔ اس نکاح کی تفصیل طبقات ابن سعد میں درج ہے، جہاں واضح کیا گیا ہے کہ ابتدائی زندگی میں مالی وسائل کی قلت کے باوجود دونوں نے نکاح کیا اور اپنی زندگی سادگی و دیانتداری کے ساتھ گزاری۔

: صحیح بخاری میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے الفاظ درج ہیں

«تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ وَلَا شَيْءٍ غَيْرَ نَاضِحٍ وَغَيْرِ فَرَسِهِ» <

ترجمہ: سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے مجھ سے نکاح کیا اور اس وقت ان کے پاس زمین یا غلام کچھ بھی نہیں تھا، سوائے ایک ناضح (پانی پلانے والا جانور) اور ایک گھوڑے کے۔

: صحیح مسلم میں بھی روایت درج ہے

«تَزَوَّجَنِي الزُّبَيْرُ وَمَا لَهُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَالٍ وَلَا مَمْلُوكٍ وَلَا شَيْءٍ غَيْرِ فَرَسِهِ» <

ترجمہ: حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے مجھ سے نکاح کیا اور اس وقت ان کے پاس زمین یا غلام کچھ بھی نہیں تھا، سوائے ایک گھوڑے کے۔

ابن عبد البر نے اپنی کتاب "الاستیعاب" میں بھی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے نکاح کا ذکر کیا ہے اور اس نکاح کی تصدیق کی ہے۔

ابن سعد نے اپنی کتاب "الطبقات الکبری" میں بھی دونوں حضرات کے نکاح کا ذکر کیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ ابتدائی زندگی میں مالی قلت کے باوجود یہ نکاح ہوا۔

الذهبي نے اپنی کتاب "سیر أعلام النبلاء" میں بھی اس نکاح کی تصدیق کی ہے، اور اس کی تاریخی اہمیت کو اجاگر کیا ہے۔

اس کی اصل وہ روایات ہیں جو نقل کی گئی جس میں تزوجنی الزبیر کے الفاظ موجود ہیں۔

یہ تمام مراجع اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا، اور ابتدائی زندگی میں مالی تنگدستی کے باوجود دونوں نے اپنی زندگی کو سادگی اور دیانتداری کے ساتھ گزارا۔

:حوالہ جات

صحیح البخاری، رقم:5224

صحیح مسلم، رقم:2182

طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 251

الاستیعاب، ابن عبد البر

سیر أعلام النبلاء، الذهبي۔

شیخ طوسی نے اپنی کتاب "المبسوط" میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر کیا ہے:

«وتزوج الزبير أسماء بنت أبي بكر، وهي أخت عائشة، وتزوج طلحة أختها الأخرى» <

ترجمہ: حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کی دوسری بہن سے نکاح کیا۔

شیخ طوسی نے اپنی کتاب "المصباح" میں بھی حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے نکاح کا ذکر کیا ہے:

«تزوج الزبير أسماء»

ترجمہ: حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔

یہ روایت بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا تھا۔

ذکر طلاق

الذهبي نے اپنی کتاب "سیر أعلام النبلاء" میں حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے نکاح اور طلاق کا ذکر کیا ہے:

«ثم طلقها الزبير، فأخذ عروة وهو يومئذ صغير»

ترجمہ: پھر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی، اور عروہ رضی اللہ عنہ اس وقت چھوٹے تھے۔

یہ روایت اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو طلاق دی تھی، اور عروہ رضی اللہ عنہ اس وقت چھوٹے تھے۔

یہ تمام دلائل اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا نکاح ہوا، اور بعد میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے دی تھی۔ یہ روایات اس بات کی بھی تصدیق کرتی ہیں کہ عروہ رضی اللہ عنہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے، اور اس وقت چھوٹے تھے جب انہیں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے طلاق دی۔

شیعہ فقہاء کا اجماع ہے کہ نکاح متعہ میں طلاق کا تصور ہی موجود نہیں۔ یہ ایک مخصوص مدت کے لیے کیا جانے والا نکاح ہے جس میں مہر اور مدت کا تعین لازمی ہے۔ مدت کے ختم ہونے یا مرد کی طرف سے باقی مدت کی معافی سے رشتہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے، اور اگر مجامعت نہ ہوئی ہو تو عدت کی ضرورت پیش نہیں آتی، ورنہ دو حیض کی عدت واجب ہوتی ہے۔ ائمہ اہل بیت کی روایات اس اصول کی تائید کرتی ہیں۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا: "متعہ کیے جانے والی عورت کا چار منکوحہ عورتوں میں شمار نہیں ہے، کیونکہ نہ اسے طلاق دی جاتی ہے اور نہ ہی یہ وراثت میں حصہ دار بنتی ہے بلکہ یہ تو اُجرت پر کام دینے والی عورت ہے۔"

(من لایحضرہ الفقیہ، صحفہ 149)

اس بیان سے واضح ہوتا ہے کہ متعہ میں طلاق کا کوئی تصور نہیں اور یہ صرف ایک مخصوص مدت کے لیے معاہدہ ہے، نہ کہ دائمی رشتہ جو طلاق کے بغیر ختم نہ ہو سکے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض حلقے جو حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کا نکاح متعہ تھا، ایک بنیادی فہمی میں غلطی کر رہے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے اوپر ثابت کر دیا ہے، متعہ میں طلاق ممکن ہی نہیں، لہٰذا حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا پر یہ الزام سراسر بے بنیاد اور غیر مستند ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کی طلاق حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے واقع کی تھی، اور یہ ایک مکمل اور حقیقی طلاق تھی، جیسا کہ امام ذہبی اور دیگر معتبر تاریخ دانوں نے لکھا ہے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا نکاح دائمی تھا اور متعہ کا کوئی تعلق نہیں رکھتا۔

یہ بات علمی اور ادبی اعتبار سے بھی واضح ہے کہ جو لوگ اس معاملے کو مسخ کر کے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا پر متعہ کا الزام لگاتے ہیں، وہ نہ صرف فقہی اصول سے ناواقف ہیں بلکہ تاریخ اور روایات کی حقیقت سے بھی غافل ہیں۔
شیعہ فقہ اور ائمہ اہل بیت کی روایات کے مطابق متہ میں طلاق کا کوئی تصور نہیں، اس لیے کسی بھی خاتون کو متعہ کے تحت طلاق دینے کا دعویٰ سراسر غلط اور ناجائز ہے۔

لہٰذا جو بھی قاری یہ تحریر پڑھے گا، اسے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ متعہ اور طلاق دو بالکل مختلف امور ہیں، اور شیعہ فقہ کے مطابق متعہ میں طلاق نہیں ہوتی۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی طلاق ایک حقیقی واقعہ ہے، اور ان کے بارے میں لگائے جانے والے غلط الزامات کو علمی، تاریخی اور فقہی بنیادوں پر رد کیا جا سکتا ہے۔ یہ تحریر نہ صرف حقیقت کو بیان کرتی ہے بلکہ مخالفین کی لاعلمی اور غلط فہمی کو بھی علمی گرفت میں لاتی ہے، جس سے قاری کو یقین اور اطمینان حاصل ہوتا ہے

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا اور نکاحِ متعہ کا الزام

گمراہ لوگ ہمیشہ اپنی باطل آرزوؤں کی تکمیل کے لیے ایسی روایات پیش کرتے ہیں جن کے ظاہر سے وہ اپنی خود ساختہ عقیدتوں کو تقویت دیتے ہیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے منسوب ایک روایت جسے بیان کر کے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ گویا حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے متعہ کیا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ متعہ ہی سے پیدا ہوئے۔ حالانکہ اصل متن اس کے بالکل برعکس ہے اور ان کے دعوے سے کوسوں دور ہے۔

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ حَبِيبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرِّيِّ، قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَسَأَلْنَاهَا عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَتْ: فَعَلْنَاهَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مسند أبي داود الطيالسي (حديث:1742)

أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مُسْلِمٌ الْقُرِّيُّ، قَالَ دَخَلْنَا عَلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، فَسَأَلْنَاهَا عَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ، فَقَالَتْ: فَعَلْنَاهَا عَلَى :عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ السنن الكبرى للنسائي (حديث:5515، كتاب النكاح)

ہم حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے نکاحِ متعہ کے بارے میں دریافت کیا تو فرمایا: "رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں ہم نے یہ کیا۔

فَعَلْنَاهَا کے الفاظ سے یہ ضروری نہیں کہ آپ نے بھی یہ کیا ہو۔ مثلاً آپ ہی سے اس روایت کی طرح صحیح بخاری میں یہ الفاظ مروی ہیں نَحَرْنَا عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۵۵۱۰)

یہاں یہ بات بالکل صاف ہے کہ اس روایت میں نہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے متعہ کا ذکر ہے، نہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے متعہ سے تولد ہونے کا کوئی اشارہ۔ فقط یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اوائلِ اسلام میں عورتیں متعہ کرتی تھیں اور یہ امر مسلم ہے کہ ابتدائے بعثت میں متعہ مباح تھا، پھر بعد میں اس پر قطعی حرمت نازل ہوئی۔

مسند ابی داود الطیالسی کی روایت میں جب امام ابوداود طیالسی نے امام شعبہ سے مسلم القری کے حوالے سے نقل کیا تو، انہوں نے متعہ الحج کی بجائے متعہ النساء بیان کیے۔ حالانکہ جب امام شعبہ کے دوسرے شاگرد امام روح نے اس روایت کو :بیان کیا تو اصل متن واضح ہو گیا، اور اسی روایت کو امام احمد نے اپنی مسند میں درج کیا ہے اور صحیح مسلم میں بھی۔

مسند احمد، برقم: 26946، صحیح مسلم، کتاب الحج، بابٌ: فِي مُتْعَةِ الْحَجِّ

حَدَّثَنَا رُوحٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُسْلِمٍ الْقُرِّيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ مُتْعَةِ الْحَجِّ، فَرَخَّصَ فِيهَا، وَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَنْهَى عَنْهَا، فَقَالَ: هَذِهِ أُمُّ ابْنِ الزُّبَيْرِ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ رَخَّصَ فِيهَا، فَادْخُلُوا عَلَيْهَا فَاسْأَلُوهَا، فَقُلْنَا فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا، فَإِذَا امْرَأَةٌ ضَخْمَةٌ عَمْيَاءُ، فَقَالَتْ: "قَدْ رَخَّصَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِيهَا".

مسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حج تمتع کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس کی اجازت دی، جبکہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس سے منع فرماتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ابن زبیر کی والدہ (حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا) ہی بتاتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی، تم جا کر ان سے پوچھ لو۔ ہم ان کے پاس گئے، وہ بھاری جسم کی نابینا عورت تھیں اور انہوں نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اجازت دی ہے۔

مسلم القری اور شعبہ کا وھم

جب یہی روایت امام ابوداود الطیالسی نے امام شعبہ سے نقل کی توراوی مسلم القری نے اصل متن کو مختصر کر دیا اور متعہ الحج کی بجائے متعہ النساء کہہ دیا۔اس وھم کی نشاندہی امام مسلم نے بھی کی ہے۔

:امام مسلم لکھتے ہیں

وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ، وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ، جَمِيعًا عَنْ شُعْبَةَ بِهَذَا الإِسْنَادِ، فَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمَنِ فِي حَدِيثِهِ الْمُتْعَةَ وَلَمْ يَقُلْ مُتْعَةَ الْحَجِّ، وَأَمَّا :ابْنُ جَعْفَرٍ فَقَالَ: قَالَ شُعْبَةُ: قَالَ مُسْلِمٌ: لاَ أَدْرِي مُتْعَةَ الْحَجِّ أَوْ مُتْعَةَ النِّسَاءِ

عبدالرحمان اور محمد بن جعفر دونوں نے اسی سند کے ساتھ شعبہ سے روایت کی۔عبدالرحمان کی حدیث میں صرف لفظ متعۃ ہے،انہوں نے حج تمتع کے الفاظ روایت نہیں کیے۔جبکہ ابن جعفر نے کہا کہ شعبہ کا قول ہے کہ مسلم القری نے فرمایا:"میں نہیں جانتا کہ (ابن عباس رضی اللہ عنہ) نے حج تمتع کا ذکر کیا یا عورتوں سے نکاح متعہ کی بات کی"۔

امام ابوداود طیالسی کے بارے میں حافظ ابن حجر نے لکھا:

ثقة حافظ غلط في أحاديث یعنی ثقہ ہیں احادیث میں غلطی کی (تقریب التھذیب الرقم ۲۵۵۰)

:نتیجہ

مسند ابوداود الطیالسی کی روایت مختصر اور وھم کے باعث غلط بیان ہوئی۔یہ کہنا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا حضرت زبیر سے نکاح متعہ تھا، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ متعہ سے پیدا ہوئے، یہ سب بے بنیاد اور جھوٹا الزام ہے

دوسری روایت

4306 - حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، قَالَ : ثنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ ، قَالَ : ثنَا هُشَيْمٌ ، قَالَ : أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ، قَالَ : سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ وَهُوَ يُعَرِّضُ بِابْنِ عَبَّاسٍ ، يَعِيبُ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فِي الْمُتْعَةِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ : يَسْأَلُ أُمَّهُ إِنْ كَانَ صَادِقًا ، فَسَأَلَهَا ، فَقَالَتْ : صَدَقَ ابْنُ عَبَّاسٍ ، قَدْ كَانَ ذَلِكَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا : لَوْ شِئْتُ لَسَمَّيْتُ رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ وُلِدُوا فِيهَا۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن زبیر کا خطبہ سنا کہ جس میں وہ ابن عباس پر اعتراض کر رہے تھے اور متعہ کے حوالے سے ان کے بیان کے عیب بتا رہے تھے۔ابن عباس نے کہا: جا اپنی ماں سے پوچھ اگر سچا ہے۔پس اس نے پوچھا تو جواب میں اسما نے کہا کہ ابن عباس سچ کہہ رہے ہیں۔اس پر ابن عباس نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو قریش میں ان مردوں کے نام بتا سکتا ہوں جو متعہ کے۔

یہ روایت جو شرح معانی الآثار سے پیش کی گئی ہے،اس کے متن پر غور کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس سے ہر گز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ متعہ سے پیدا ہوئے یا حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ متعہ تھا۔ابتدائی دور میں متعہ کی اجازت تھی، لیکن بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے حرام قرار دے دیا۔رافضیوں کو چاہیے تھا کہ اگر وہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کے بارے میں کوئی الزام لگاتے تو ایسی روایت پیش کرتے جو صحیح اور صریح ہو، جس میں واضح ہو کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ متعہ تھا اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اسی نکاح سے پیدا ہوئے، لیکن ان کے پاس ایک بھی صحیح صریح حدیث موجود نہیں ہے۔

مزید برآں، مسند احمد کی حدیث نمبر 16103 کو بعض لوگ منکاح متعہ سے جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن اس روایت میں الفاظ ہیں (التَّمَتُّعِ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ ،)اس بات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس حدیث سے نکاح متعہ کے جواز پر کوئی شرعی دلیل حاصل نہیں ہوتی۔

یہ سب مل کر اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہا پر جو متہ کا الزام لگایا جاتا ہے، وہ سراسر بے بنیاد ہے۔ جیسا کہ ہم نے فقہی اصول اور مستند روایات کی روشنی میں واضح کیا، نکاح متعہ میں طلاق کا تصور ہی موجود نہیں، اور حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کی طلاق حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے واقع کی تھی۔ اس کے برعکس مسند احمد کی روایت پر اس الزام کو ثابت کرنے کی کوئی بنیاد نہیں۔

لہٰذا علمی، تاریخی اور فقہی طور پر یہ بات واضح ہے کہ حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح متعہ کا الزام درست نہیں۔ اس تحریر کو کتاب میں شامل کرنے سے قارئین کو حقیقت واضح ہو جائے گی اور مخالفین کی لاعلمی و غلط فہمی علمی انداز میں بے نقاب ہو جائے گی۔

فقہی اور تاریخی اعتبار سے یہ بات روشن ہے کہ حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا نکاح دائمی تھا اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان کو طلاق دی تھی، جیسا کہ معتبر تاریخ دانوں اور امام ذہبی نے ذکر کیا ہے۔

یہ بات ہر گز نہیں ہے کہ حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ متعہ کا تھا اور اس سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے یہ ہر گز ثابت نہیں الحمد للہ۔

اس سے علمی، فقہی اور تاریخی اعتبار سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت اسماءبنت ابی بکر رضی اللہ عنہا پر عارضی نکاح کا الزام سراسر بے بنیاد اور غیر مستند ہے۔ مخالفین جو اس روایت کے متن سے کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ اصل

متن کی تفہیم، فقہی اصول، تاریخ اور ائمہ اہل بیت کی مستند روایات سے بے خبر ہیں۔ یہ تحریر قاری کو حقیقت واضح کرتی ہے اور مخالفین کی لاعلمی و غلط فہمی کو علمی اور ادبی انداز میں بے نقاب کرتی ہے۔

اس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جو رافضی اس روایت کے ذریعہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا پر الزام لگانے کی کوشش کرتے ہیں، وہ اصل متن سے ثابت نہیں کر سکتے۔ اس کی روشنی میں ہمیں چاہیے کہ ہم صرف مستند، صحیح اور صریح دلائل پر اعتماد کریں اور جھوٹ اور فریب پر مبنی دعووں سے دور رہیں۔

اسی بنیاد پر اس تحریر کا اختتام کرتے ہوئے ہم قارئین کو نصیحت کرتے ہیں کہ حقائق کو علمی، فقہی اور تاریخی تناظر میں پرکھیں، اور ہر الزام کی سند اور متن کی حقیقت جانچنے کے بعد ہی کسی نتیجے پر پہنچیں تاکہ علمی اور ادبی اصولوں کی پاسداری ہو۔

اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں صحیح معنوں میں دین کو سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ امین